سیاست امام خمینیؒ کے نقطہ نظر سے

سید قیصر رضا تقوی

انسان کے ہر فعل کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے پہلے مقصد، دوسرے ارادہ، تیسرے عمل چوتھے نتیجہ، جب انسان کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پیش نظر مقصد کا ہونا لازمی امر ہے اور جب ارادہ عمل کی منزل طے کرلیتا ہے تو ایک نتیجہ بر آمد ہوتا ہے۔ لیکن ہر عمل سے پہلے ذہن انسانی میں ایک فکر کا پایا جانا بھی لازمی ہے۔ اور اسی فکر کے تحت وہ اپنے ہر فعل کو تکمیل تک پہنچانے اور بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرنے کی غرض سے ایک منصوبہ تیار کرتا ہے۔ اور اس منصوبہ کا انحصار اس کی اپنی ذاتی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ جس کے مطابق وہ اپنی حکمتِ عملی مرتب کرتا ہے۔ اور اسی حکمتِ عملی کو سیاست کہتے ہیں۔ انسان کی ہر حکمتِ عملی پر اس کے نظریات اور ذہنی رجحانات اثر انداز ہوتے ہیں۔ یعنی انسان کی سیاست پر اس کے سوچنے کا انداز، ذہنی صلاحیت قوتِ ارادی اور کردار اور اخلاق کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ عام طور سے سیاست کا مطلب یہ نکالا جانے لگا ہے کہ ہر اخلاقی وغیر اخلاقی طریقہ کار اختیار کرکے اپنے ذاتی مقاصد کو حاصل کیا جائے اس بات سے قطع نظر کہ اس کے اس رویہ سے معاشرہ پر کیا اثر پڑتا ہے لیکن سیاست کا اصل مفہوم اس سے مختلف ہے جس سے بیشتر لوگ ناواقف ہیں۔

علماء اور دانشوروں نے سیاست کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ا۔ تہذیب نفس ۔۲۔ تدبیر منزل۔ ۳۔ سیاست مدن تدبیر منزل اور سیاستِ مدن میں اتنا فرق ہے کہ تدبیر منزل کا دائرہ گھر کی چہار دیواری کے اندر پائے جانے والے انتظامی امور تک محدود رہتا ہے۔ جبکہ سیاست مدن لامحدود ہے۔ یعنی اس میں معاشرہ ۔ شہر، ملک اور بعض اوقات تمام دنیا کے معاملات کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ انسان کی سیاست اس کے نظریات کی تابع ہوتی ہے۔ اس لئے انسان کا خدا دمخلوقِ خدا اور قانونِ الٰہی کے متعلق جیسا نظریہ ہوگا ویسی ہی سیاست وجود میں آئے گی۔

اسی اصول کے پیش نظر موجودہ زمانے کی سیاست کو دوحصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلے مادی سیاست، دوسری روحانی سیاست، مادی سیاست دہ ہوتی ہے جس کی بنیاد جھوٹ دغابازی اور مکاری پر رکھی جاتی ہے۔ اس طرح کی سیاست میں حیاتِ انسانی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، ظلم وتشدد کے زور پر لوگ اپنی بالادستی قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مذہب کو بھی اپنا ذاتی مفاد حاصل کرنے کی غرض

سے استعمال کیا جاتا ہے۔لیکن سیاست میں اس طرح کے نظریات رکھنے والے لوگوں کی کوئی ذاتی قدر ومنزلت نہیں ہوتی بلکہ دولت اور طاقت واقتدار سے مرعوب ہوکر اپنی غرض کے تحت لوگ انہیں اپنا رہنما تصور کرلیتے ہیں لیکن جب یہ دولت طاقت واقتدار ختم ہوجاتا ہے تو ایسے لوگوں کا سیاسی وجود بھی ختم ہوجاتا ہے۔ چونکہ عوام کی یادداشت بہت کمزور ہوتی ہے اور مادی نظریات رکھنے والے سیاسی رہنماؤں کے کردار انسان کے دل ودماغ پر کوئی اثر نہیں چھوڑتے اس لئے ذہنِ انسانی انہیں نظر انداز کردیتاہے اور ایسے رہنما صرف تاریخ کی کتابوں تک ہی محدود ہوکر رہ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسی سیاست جو روحانی نظریات کی حامی اور قانونِ الٰہی کے مطابق ہوتی ہے وہی انسانی معاشرہ کے لئے فائدہ بخش بھی ہے چونکہ اسلامی قوانین زندگی کے روحانی تصورات کے عین مطابق مرتب کئے گئے ہیں اور اس میں اصلاحِ معاشرہ ، اخلاقیات تقویٰ وپرہیزگاری کی تعلیم کے ساتھ ظالم کی مذمت اورمظلوم سے ہمدردی کرنے کاحکم دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ خدا پر توکل کے ساتھ ایثار وقربانی کو بہت اہمیت دی گئی ہے اس لئے اسلامی نظریات پر مبنی سیاست ہی فطرتِ انسانی کے مطابق ہوتی ہے جس کے تحت کمزور سے کمزور انسان کو بھی بآسانی انصاف مل سکتاہے، اس طرح کے نظریات جب سیاست پر اثر انداز ہوتے ہیں تو ان اصولوں پر سختی سے عمل کرکے لائے جانے والے انقلابات نہ صرف یہ کہ دیر پا ہوتے ہیں بلکہ لوگوں کے نظریات واندازِ فکر میں بھی نمایاں تبدیلی دیکھنے کوملتی ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا تو اس کی بنیاد بھی خدا کے بتائے ہوئے اصول وقوانین کے تحت رکھی۔ اورعرب کے جاہل معاشرے میں ایسا انقلاب برپا کردیا جوناممکن تھا۔یعنی عرب کی وہ جاہل اقوام جس میں ظلم وتشدد کے واقعات فخریہ بیان کئے جاتے ہیں،لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیا جاتااور جس میں سچائی وایمانداری کی کوئی وقعت نہ تھی۔ لوٹ اور قتل وغارتگری ان کا پیشہ تھا، ایسے خطرناک لوگوں کے ذہنوں میں انقلاب برپا کردینا کوئی آسان کام نہ تھا۔مگر حضورؐ کی تبلیغ کا یہ اثر ہواکہ لوگوں نے آپؐ کے پیغام کو سنا اور اپنی زندگیوں کے رخ تبدیل کردیئے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ نے جو حکمتِ عملی اختیار کی تھی وہ قانونِ الٰہی کے عین مطابق تھی۔صحیح معنی میں اسی کو انقلاب کہتے ہیں۔

انقلاب ایسی تبدیلی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ لوگوں کے سوچنے کا انداز اور معاشرے میں نمایاں تبدیلی رونما ہوجائے ۔ اور معاشرتی بے راہ روی کی اصلاح کرکے اسے نئے انداز سے تعمیر

کیاجائے۔ اور اس طرح کاانقلاب اسی وقت ممکن ہے کہ جب اس کا قائد اسلامی نظریات کا پابند ہو اور ذاتی مفادات کو پسِ پشت ڈال کر تمام دنیاوی مصائب برداشت کر کے اصلاحِ معاشرہ کو ترجیح دیتا ہوا نظر آئے۔ ایسے قائدین کی رہبری میں لائے جانے والے انقلابات نہ صرف یہ کہ دائمی ہوتے ہیں بلکہ وہ حکومتوں میں رد وبدل ہونے سے ختم نہیں ہوتے بلکہ ذہنِ انسانی میں برابر محفوظ رہتے ہیں۔

اسی طرح کا انقلاب حضرت آیت اللہ روح اللہ الموسوی الخمینیؒ کی قیادت میں ایران میں لایا گیا۔ اس انقلاب کا مقصد صرف یہی نہیں تھا کہ ایران کے مظلوم عوام کو ظالم وجابر بادشاہ کے ظلم وستم سے آزاد کرایاجائے بلکہ ایران کے اس معاشرہ کی اصلاح بھی مقصود تھی جس پر مغربی تہذیب مکمل طریقہ سے حاوی ہوچکی تھی۔ امام خمینیؒ نہ صرف یہ کہ علمِ فقہ علم ہیئت، جدید فلسفہ اور باطنی علوم کے استاد تھے بلکہ ایک انقلابی شخصیت کے بھی مالک تھے اور ہمیشہ عوامی مسائل کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ اپنی طالب علمی کے زمانہ سے ہی آپ اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کے لئے کوشاں رہتے تھے جب رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے اپنی تعلیم مکمل کی اور عملی زندگی میں قدم رکھا تو اصلاح معاشرے کی غرض سے ایک منصوبہ تیار کیا جس کی بنیاد اسلامی اصول وقوانین کے مطابق تھی اور ابتداء سے ہی آپ نے اسلامی قوانین پر سختی سے عمل کرنے کا عزم کیا۔ یہ وہ پرآشوب زمانہ تھا جب رضا شاہ کی حکومت پر مغربی تہذیب مکمل طور سے غالب آچکی تھی۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مذہب کو ایک فرسودہ نظام تصور کر کے عریانیت وبے حیائی کو جائز سمجھنے لگے تھے۔ جگہ جگہ دعوتِ عیش دینے کی غرض سے عشرت کدے قائم تھے اور شاہ ایران اپنی پوری طاقت کا استعمال کر کے علماء دین کی آواز کو دبا دینا چاہتا تھا۔ سامراجی طاقتوں کے اشاروں پر ناچنے والی نام نہاد اسلامی حکومتیں ظلم وتشدد کے زور پر قائم تھیں۔ ایران میں بھی اسی طرح کی حکومت رضا شاہ نے قائم کر رکھی تھی ۔ اس کے دورِ شہنشاہیت میں کسی انسان کو اپنی بات کہنے کی اجازت نہ تھی سیاسی ومذہبی تقریروں پر مکمل پابندی عائد تھی۔ رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے حالات کی نزاکت کو سمجھ لیا تھا اور اسلام کے مستقبل کو تباہ کر دینے والے خطرے کو محسوس کرلیا تھا۔ اسی لئے رہبر انقلاب امام خمینی نے شاہ ایران کا مقابلہ کرنے کی غرض سے میدانِ عمل میں قدم رکھا اور ایک کتاب ''کشف الاسرار'' لکھی اس کتاب میں امام خمینیؒ نے رضا شاہ کی ظالم حکومت کی پرزور الفاظ میں مذمت کی تھی اور عوام کو اس بات سے بھی آگاہ کیا تھا کہ

حکومتِ ایران نہ صرف یہ کہ ظالم ہے بلکہ اسلام کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے اور سامراجی طاقتوں نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے جس کا بنیادی مقصد اسلام کو تباہ و برباد کرنا ہے اور اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں رضا شاہ کی حکومت معاونت کر رہی ہے۔ اور اسلام دشمن تحریکوں کی حمایت کر کے ظلم وتشدد کے ذریعہ ناسمجھ عوام کو اسلام سے دور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ شاہ ایران چاہتا تھا کہ ایران کی اسلامی تحریکوں کو سختی کے ساتھ کچل دیا جائے اور علمائے دین کی توہین کی جائے اپنے انہیں ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے شاہ ایران نے ساواک نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی جس کے تحت اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو ہلاکر مغربی تہذیب کو رائج کرنا مقصود تھا جسکے لئے ضروری تھا کہ علماء دین کی نصیحتوں کو بے اثر کردیا جائے وچونکہ شاہ ایران کی سیاست مادی نظریات کی حامی تھی اسلئے امام خمینیؒ نے حکومت کی طرف سے عائد پابندیوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شاہ کے منصوبوں کی شدت کے ساتھ مخالفت کرنے کا عزم کیا۔ چونکہ امام خمینیؒ کی سیاست اسلامی قوانین کے عین مطابق تھی اس لئے وہ اسلامی اصولوں کے لئے کوئی سودے بازی کرنے پر رضا مندنہ ہوئے اور ہر اسلام دشمن تحریک کا پردہ فاش کرے عوام کو اس کے خلاف جدو جہد کرنے کا درس دیا۔ جو انسان اپنی حکمت عملی اسلامی اصولوں کے مطابق مرتب کرتا ہے اسے خدا کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوتااسی لئے امام خمینیؒ کبھی شاہ ایران کے ظلم وتشدد سے خوف زدہ نہ ہوئے اور شاہ کے ارادوں پر اس وقت ایک کراری ضرب لگائی جب آپ نے سامراجی طاقتوں کے ساتھ ہونے والے حکومتِ ایران کے سماجی، سیاسی ومعاشی معاہدوں کی کھل کر مخالفت شروع کی۔ رہبر انقلاب کی تحریک زور پکڑنے لگی۔ لوگوں نے آپ کی بات کو سمجھنا شروع کیا۔ امام خمینیؒ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے ''ساواک'' کے مسلح ایجنٹوں نے رہبر انقلاب کی درس گاہ پر حملہ کردیا جس کے نتیجہ میں آپ کے بہت سے رفیق شہید ہوگئے اور آپ کو گرفتار کرلیا گیا۔ لیکن زبردست عوامی احتجاج کی بنا پر آپ کو جلد ہی رہا کردیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد امام خمینیؒ کے اندر ایک نیا جذبہ پیدا ہوا اور آپ نے ایران کے تمام علماء کو متحد کیا۔ ان علماء دین کی تنظیم نے رہبر انقلاب کی قیادت میں ایک ملک گیر تحریک عوام کی رائے ہموار کرنے کی غرض سے شروع کی جس کے تحت ایران بڑے شہروں میں مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ حکومت کے خلاف عوام کی بڑھتی ہوئی مخالفت اور حالات کو بے قابو دیکھ کر شاہ ایران کی مسلح افواج نے مظاہرین پر گولیاں برسانا شروع کیں۔ جس کے نتیجہ میں ۱۵ر ہزار بے گناہ حریت پسند

شہید کردیئے گئے۔ اور امام خمینیؒ کو گرفتار کر کے ترکی میں جلا وطنی کی زندگی گذرنے پر مجبور کردیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد نجفِ اشرف منتقل کردیا گیا۔ جلا وطنی میں بھی آپ کے عزائم میں کوئی کمی نہ ہوئی اور آپ نجف سے ہی ایرانی عوام کو اپنے پیغامات کے ذریعہ انقلاب کی طرف متوجہ کرتے رہے اور انقلابی تحریک برابرآگے بڑھتی رہی اس عوامی تحریک کے بڑھتے ہوئے اثرات کے پیش نظر امام خمینیؒ کو پیرس بھیج دیا گیا۔ لیکن دشمن اسلام کا یہ اقدام بھی انقلابی تحریکوں پر اثر انداز نہ ہوسکا۔ اور ایران کے علماء دین برابر آپ کے پیغامات پر ردعمل ظاہر کرتے رہے اور قربانیاں پیش کرتے رہے۔ چونکہ امام خمینیؒ کی یہ انقلابی تحریک اسلامی قوانین کے مطابق تھی اور جب آپ نے اسلامی نظریات کو بنیاد بنا کر اپنی سیاست کو دنیا کے سامنے پیش کیا تو لوگ آپ کے اشاروں پر ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کو رضامند ہوگئے۔ اسی جذبہ کے تحت سینکڑوں حریت پسند علماء دین شہید ہوکر انقلاب کی جڑوں کو مضبوط کرتے رہے۔ آخر کار امام خمینیؒ کی قیادت میں انقلاب ایران کامیاب ہوا شہدا کا خون رنگ لایا اور سامراجی طاقتوں کا ایجنٹ رضا شاہ ایران چھوڑ کرراہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اور شاہ کی مسلح افواج اور سرکاری ملازمین نے امام خمینیؒ کو اپنا رہبر تسلیم کرلیا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ رہبر انقلاب کے نظریات اسلامی قوانین وروحانی سیاست کے مطابق تھے اور یکم فروری ۱۹۷۹ء کا وہ دن ایران کی تاریخ میں سنہرے الفاظ میں لکھا گیا کہ جب حضرت آیت اللہ روح اللہ الخمینی نے تزک واحتشام کے ساتھ آزاد ایران کی سرزمین پر قدم رکھا۔ اور آپ نے حقیقی اسلامی جمہوریہ کی بنیاد ڈالی، اس انقلاب نے نہ صرف ایرانی عوام بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو دعوتِ فکر دی۔ جب امام خمینیؒ کے پیغامات واقوال دنیا کے سامنے آنا شروع ہوئے تو لوگوں نے اسلام کی حقیقت کو سمجھا۔ یہ اسی انقلاب کا اثر تھا کہ جونوجوان لڑکے اورلڑکیاں بے راہ روی کی زندگی گذار رہے تھے انہوں نے بھی اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا عزم کیا۔ اس لئے یہ صحیح ہے کہ یہ ایرانی انقلاب نہیں بلکہ ایک اسلامی انقلاب تھا کہ جس نے نوجوان نسل سے مغربی تہذیب کوختم کر کے اسلامی روح پھونک دی اور یہ اسی انقلابکا نتیجہ ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک سے تعلق رکھنے والے مسلمان بلکہ مغربی ممالک میں بھی آقائے خمینی کے پیغامات سے متاثر ہوکر مختلف تنظیموں کا قیام وجود میں اور جگہ جگہ لوگ تبلیغ ین کے لئے کوشاں ہیں۔ یہ اسی انقلابِ اسلامی ایران کا نتیجہ ہے کہ برطانیہ میں محترم جناب پروفیسر کلیم صدیقی (مرحوم) کی قیادت میں تبلیغِ اسلام کا سلسلہ بہت کامیابی سے انجام پا تا رہا ہے۔ یہ انقلابِ

اسلامی کا ہی اثر تھا کہ جب فرانس یونیورسٹی میں لڑکیوں کے پردہ پر پابندی عائد کی گئی تو وہاں کی پردہ نشین طالبات نے اس پر پابندی کے خلاف فرانس کی سڑکوں پر مظاہرہ کیا یعنی وہی خواتین جو کبھی حجاب کو ایک فرسودہ رواج تصور کرکے اسے ترک کرچکی تھیں وہی اسلامی نظریات کی تابع تھی جس کا اصل مقصد یہی تھا کہ نوجوان نسل میں اسلامی روح پھونک دی جائے۔

کیا یہ اسلام کی حقانیت اور امام خمینیؒ کی قوتِ ارادی وقوتِ ایمانی نہ تھی کہ آپ نے سوویت یونین کے صدرمحترم گورباچوف کے نام لکھے گئے اپنے مکتوب میں انہیں دعوت اسلام دی۔ اور اس مکتوب کا محترم گورباچوف صاحب نے خاطر خواہ جواب بھی دیا۔ اس مکتوب میں رہبرِ انقلاب نے سوویت صدر کو آگاہ کیا تھا کہ کمیونزم ایک ناقابلِ عمل نظام بن چکا ہے ۔ اوراس نظام کے ماننے والوں کو اس کا متبادل تلاش کرنا ہوگا۔ آیت اللہ خمینیؒ کی اس پیشین گوئی کی حقانیت چند ہی مہینوں بعد ظاہر ہونا شروع ہوگئی۔ جس کے پیش نظر تمام سوشلسٹ وکمیونسٹ ممالک چاہے وہ چیکوسلواکیا ہو یا جرمنی رومانیہ ہو یا لتھوانیہ ہرطرف سے اس فرسودہ نظام میں تبدیلی لانے کی سعی کی جانے لگی۔

جب ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب بھی اسلام یا پیغمبر اسلامؐ کی شان میں کسی نے کوئی گستاخی کرنے کی جرأت کی ہے تو اس کا خاطرخواہ جواب ائمہ طاہرینؑ یا اسلامی اصولوں پرسختی سے عمل کرنے والے علماء دین نے ہی دیا ہے ۔ جب شیطانی آیات میں سلمان رشدی حضرت ابراہیم وپیغمبر اسلامؐ۔ ازواجِ رسول واصحاب رسول کی شان میں گستاخی کی تھی۔ تو علاوہ ہندوستان وایران کے کسی ملک کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس شیطانی کتاب کے خلاف آواز اٹھائیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہندوستان نے سب سے پہلے اس کتاب پر پابندی عائد کرکے غیر جانبداری کا ثبوت دیا۔ اس کے علاوہ تمام مسلم حکومتوں پرسکوت طاری تھا۔ لیکن رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے تمام سامراجی طاقتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ملعون سلمان رُشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ دیکر عالمِ اسلام کو انگشت بدندان کردیا۔ تمام دنیا کے حق پرست مسلمانوں نے امام خمینیؒ کی اس آواز پر لبیک کہا۔ حالانکہ اس فتویٰ کے ردعمل میں تمام مغربی ممالک سے ایران کے تعلقات پر گہرا اثر پڑا لیکن یہ امام خمینیؒ کی روحانی سیاست کی حکمتِ عملی تھی کہ اسلامی قوانین اور اسلام کے تحفظ کے لئے مادی نقصانات کی اور خدا کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہ ہونا چاہئے۔

یہ امام خمینیؒ کی روحانی سیاست وبصیرت کی ہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر ایران واحد ملک ہے

جس نے اپنی حکمتِ عملی کے لئے اسلامی نظام کو منتخب کیا۔ اور اپنے تیس سالہ دور میں اس پر سختی سے کاربند ہے استکباری طاقتوں کے پروپگنڈے اور عراق کے ساتھ آٹھ سالہ جنگ کے باوجود ایران کے ثبات قدم میں کوئی لغزش نہیں پیدا ہوئی۔

یہ امام خمینیؒ کی ایمانی فراست وسیاسی بصیرت ہی تھی کہ جب امریکہ کے صدر ریگن نے مک فارلن کو خفیہ طریقہ سے ایران بھیجا اور حکومتِ ایران کو ہتھیاروں کی لالچ دے کر اپنی طرف راغب کرنا چاہا تو امام خمینیؒ نے اپنی اسلامی سیاست سے کام لیتے ہوئے جملہ ذمہ دارانِ مملکت کو مک فارلن سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور متنبہ کیا کہ اس سامراجی ایجنٹ کا مقصد ہمیں فائدہ پہنچانا یا ہماری مدد کرنا نہیں ہے بلکہ ہمیں بدنام کرنے کی غرض سے ایک شیطانی سازش ہے۔ حالانکہ اس وقت ایران کو ہتھیاروں کی سخت ضرورت تھی اور اسکے بعد جو واقعات رونما ہوئے انہوں نے امام خمینیؒ کے اس نظریہ کی توثیق کردی اور یہ ثابت کردیا کہ اسلامی نظریات پر کبھی مادیت اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ اسلئے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست ہوگا کہ امام خمینیؒ کی سیاست اسلامی نظریات کے عین مطابق تھی۔ جس کا اندازہ ان کے مندرجہ ذیل قول سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”تعزیہ داری وعاشورہ کو زندہ رکھنا ایک بہت اہم سیاسی عبادی مسئلہ ہے۔ ہمیں ان اجتماعات سے فائدہ اٹھانا چاہئے اسکو کوئی معمولی چیز نہ سمجھے کہ ایک جگہ جمع ہوئے اور روئے بس! نہیں ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کا یہ عمل بھی اسلامی سیاست کا آئینہ دار ہے۔ ہم ان ہی اشکوں سے وہ طوفان برپا کرتے ہیں جو اسلام کی راہ میں حائل بڑی سے بڑی مستحکم دیواروں کو ڈھادیتا ہے۔

ہم امام خمینی کی سیاست کو علامہ اقبال کے اس شعر کی مدد سے باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

جلالِ بادشاہی ہلو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دین سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(اقبالؔ)